جدید ہندوستان کے فارسی دانشور

(جناب ڈاکٹر نورالحسن انصاری۔ ایم۔ اے۔ پی۔ ایچ۔ ڈی شعبۂ فارسی دہلی یونیورسٹی)

فارسی علم و ادب کے ارتقا میں ہندوستان نے جو اہم کردار ادا کیا ہے اسے کسی طرح نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ ہندوستان کا فارسی ادب اپنی رعنائی اور نیربائی، گہرائی اور گیرائی ہر لحاظ سے وقیع اور بلند پایہ ہے۔ گذشتہ ہزار سال میں ہندوستان میں جس فارسی ادب کی تخلیق ہوئی ہے اس کا مطالعہ تاریخ ادب کا ایک دلچسپ اور اہم موضوع ہے۔ یہ بات بھی قابلِ غور ہے کہ ہندوستان کے فارسی ادب کی تاریخ عہد غزنوی ہی سے شروع ہو جاتی ہے۔ پانچویں صدی ہجری کے آغاز کے ساتھ شمال مغربی ہندوستان فارسی کے نغموں سے گونجنے لگا تھا۔ نکاتی، ابوالفرج رونی اور مسعود سعد سلمان ہندوستان کے اولیں فارسی شعرا میں ہیں۔ جن کا مرتبہ فارسی ادب میں مسلم ہے۔

جدید ہندوستان کے فارسی دانشوروں کے ذکر سے پہلے یہ عرض کرنا مناسب ہے کہ فارسی کی عظیم خدمت کے باوجود جدید ہندوستان میں کوئی ایسا رسالہ نہیں جو مجموعی طور پر فارسی تحقیق و تنقید کے لئے وقف ہو۔ ایران سوسائٹی کے ماتحت کلکتہ سے ڈاکٹر محمد اسحق کی ادارت میں انڈو ایران کا فرود شائع ہوتا ہے مگر اس رسالہ کا ایک خاص انداز اور ماحول ہے اور اس سے کما حقہ معیاری تحقیق کی تلافی نہیں ہوتی۔ ادارۂ علوم اسلامی (علی گڑھ) سے شائع ہونے والا مجلۂ علوم اسلامی ہر لحاظ سے وقیع اور قابلِ قدر ہے۔ اس کے علاوہ حیدرآباد سے شائع ہونے والے اسلامک کلچر میں عموماً عمدہ تحقیقی مضامین شائع ہوتے ہیں۔ اردو میں جو رسالے فارسی تحقیق و تنقید کی خدمت انجام دے رہے ہیں ان میں معاصر (پٹنہ)، فکر و نظر (علی گڑھ)، معارف (اعظم گڑھ) برہان (دہلی) اور نوائے ادب (بمبئی) خاص

طور پر قابلِ ذکر ہیں۔ حال میں انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، نئی دہلی کی طرف سے اسٹڈیز ان اسلام شائع ہونا شروع ہوا ہے جس میں فارسی سے متعلق دو ایک عمدہ مضامین آئے ہیں۔

جدید ہندوستان میں فارسی کی اعلیٰ تعلیم کا دائرہ اگرچہ بہت محدود ہو چکا ہے اور اس کی اقتصادی افادیت بہت حد تک خطرہ میں پڑ گئی ہے، پھر بھی دہلی، علی گڈھ، پٹنہ، الہ آباد، لکھنؤ، عثمانیہ، ناگپور، بمبئی، مدراس اور کشمیر کی یونیورسٹیوں میں فارسی کی اعلیٰ تعلیم اور تحقیق کا انتظام ہے۔ آگرہ یونیورسٹی میں فارسی ایم۔ اے کا انتظام ہے مگر کئی سال میں کوئی ایک طالب امتحان دیتا ہے۔ بہار یونیورسٹی (مظفر پور) میں بھی فارسی کی اعلیٰ تعلیم کا انتظام کیا گیا ہے۔ کئی اور یونیورسٹیوں میں بی۔ اے تک فارسی تعلیم کا انتظام ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان میں کئی ایک ایسے ادارے ہیں۔ جو فارسی تحقیق و تنقید میں عمدہ کام کر رہے ہیں، ان میں دار المصنفین (اعظم گڈھ) ادارہ تحقیقات اردو (پٹنہ) عربی و فارسی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ (پٹنہ) پرشین مینو سکرپٹ سوسائٹی (حیدر آباد) اسلامک انسٹی ٹیوٹ (بمبئی) اور جموں اینڈ کشمیر اکیڈمی (سری نگر) خاص طور پر قابلِ ذکر ہیں۔

جدید ہندوستان میں جو لوگ فارسی علم و ادب کی خدمت کر رہے ہیں، ان میں قاضی عبد الودود بار ایٹ لا، کا نام نامی سرِ فہرست ہے۔ درحقیقت ہندوستان میں فارسی تحقیقات کی جو روایت پروفیسر محمود شیرانی نے شروع کی تھی، قاضی صاحب نے اسے صحیح معنوں میں زندہ رکھا ہے، سچ تو یہ ہے کہ جدید ایران اور افغانستان میں قاضی صاحب جیسا تحقیقی شعور اور حوصلہ شاید ہی کسی اور میں ہو۔ فارسی ادب کے ارتقا پر قاضی صاحب کی گہری نظر ہے اور اس سلسلہ میں فارسی اور اردو کے اہم مخطوطات پر انہوں نے جو لکھا ہے اس کی افادیت بے مثال ہے، مستقل مضامین کے علاوہ قاضی صاحب نے جو متفرق نوٹس لکھے ہیں، وہ خود اتنے اہم اور وقیع ہیں کہ اگر انہیں بعینہٖ شائع کر دیا جائے تو فارسی تحقیقات میں بے بہا اضافہ ہوگا۔

مولانا امتیاز علی عرشی (رضا لائبریری، رامپور) عربی، فارسی اور اردو پر بڑی گہری نظر رکھتے ہیں۔ ان پر کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانا ہے۔ عرشی صاحب کو فارسی لغت پر خاص طور پر عبور ہے جس کا اندازہ "فرہنگِ غالب" سے ہوتا ہے۔ حال میں ملک کے مشہور اہلِ قلم نے عرشی صاحب کی علمی خدمات کے اعتراف میں

مضامین لکھے ہیں، انہیں "نذر عرشی" کے نام سے جناب مالک رام اور ڈاکٹر مختار الدین احمد نے مرتب کیا ہے۔ کتاب بذات خود اردو اور فارسی کے اہم تحقیقی مضامین پر مشتمل ہے۔

ڈاکٹر ہادی حسن مرحوم نے اردو کے بجائے زیادہ تر انگریزی اور فارسی میں لکھا۔ ان کا مجموعہ مقالات اہم مضامین پر مشتمل ہے۔ نظمی شروانی اور ہمایوں کے دواوین انھوں نے بڑی محنت سے ایڈٹ کئے۔ مرحوم سنسکرت زبان اور ادب سے اچھی واقفیت رکھتے تھے۔ انہوں نے کالیداس کی شکنتلا کا فارسی نثر میں ترجمہ کیا۔ آقای علی اصغر حکمت سابق سفیر ایران نے بھی شکنتلا کا منظوم ترجمہ کیا ہے، مگر یہ ترجمہ کہ مثنوی زیادہ ہے۔

علی گڑھ یونیورسٹی میں فارسی کے موجودہ صدر ڈاکٹر نذیر احمد کا شمار اسی کے عظیم محققوں میں ہوتا ہے۔ علمی بلند پائگی کے ساتھ ساتھ ان کا انکسار ان کی اخلاقی بلندی کی دلیل ہے۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے ظہوری پر اپنا تحقیقی مقالہ لکھا تھا جو کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے۔ انہوں نے مکاتیب سنائی بھی مرتب کیا ہے۔ ان کا چند تحقیقی مضامین کا ایک مجموعہ اردو میں چھپ چکا ہے۔ ڈاکٹر نذیر احمد نے فارسی ادب اور دکنیات پر وقتاً فوقتاً جو لکھا ہے وہ بہت گراں قدر ہے۔ ضرورت ہے کہ ان کے تمام مقالات یکجا شائع کئے جائیں۔

مولانا نیاز فتح پوری مرحوم اردو ادب میں اپنی بہت ساری خوبیوں کے ساتھ رسالہ نگاری کی اوقات کی ایک روایت بھی چھوڑ گئے۔ اگرچہ ان کا خاص رجحان تخلیق اور تنقید کی طرف تھا مگر بیدل کو اردو میں متعارف کرنے کا سہرا غالباً انہیں کے سر ہے۔ بیدل پر ہندوستان میں بہت کم لکھا گیا ہے۔ افغانستان میں بیدل شناسی "تاریخ ادب فارسی" کا ایک اہم موضوع ہے۔ نیاز صاحب نے فارسی کے کچھ اور شعراء پر بھی جدید تنقید کی رو سے عمدہ روشنی ڈالی ہے۔

ڈاکٹر وحید مرزا (سابق صدر شعبۂ تمدن اسلامی۔ لکھنؤ یونیورسٹی) نے امیر خسرو پر اپنا تحقیقی مقالہ لکھا ہے جو کتابی صورت میں شائع ہو چکا ہے وہی مقالہ اختصار کے ساتھ اردو میں بھی شائع کیا گیا ہے۔ مگر حقیقت یہ ہے کہ امیر خسرو جیسی جامع شخصیت پر جس مبسوط اور مدلل کتاب کی ضرورت ہے۔ اس کے

لحاظ سے یہ تشنہ ہے۔

جناب یوسف حسین موسوی (سابق صدر فارسی۔ لکھنؤ یونیورسٹی) کا شمار فارسی کے اساتذہ میں ہے۔ شاہنامہ فردوسی میں انہیں خاصا درک ہے۔ عرفی شیرازی کی غزلیات پر انہوں نے "ارمغان شیراز" لکھ کر ایک کمی پوری کی ہے مگر کتاب میں سوانح کا پہلو تقریباً نظرانداز کر دیا گیا ہے۔ محض غزلوں کے منتخب اشعار کی روشنی میں عرفی کا ادبی مرتبہ متعین کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ عرفی پر ڈاکٹر نعیم الدین (ناگپور یونیورسٹی) اور ڈاکٹر ولی الحق انصاری (لکھنؤ یونیورسٹی) نے عمدہ تحقیقی مضامین لکھے ہیں، ڈاکٹر انصاری نے عرفی پر تحقیقی مقالہ بھی لکھا ہے ضرورت ہے کہ یہ مقالہ شائع کیا جائے کیوں کہ عرفی پر اب تک کوئی قابلِ ذکر کتاب منظرِ عام پر نہیں آئی ہے۔

ڈاکٹر محمد اسحٰق (ایڈیٹر، انڈو ایرانیکا۔ کلکتہ) فارسی علم و ادب سے قریبی تعلق رکھتے ہیں، انہوں نے جدید فارسی شعراء کا غالباً سب سے پہلا تذکرہ "سخنورانِ ایران در عصرِ حاضر" مرتب کیا تھا۔ اب ایران میں اس طرح کے کئی ایک تذکرے مرتب کئے جا چکے ہیں، حال میں علی گڑھ سے ڈاکٹر منیب الرحمٰن نے بھی جدید فارسی شاعری کا ایک انتخاب پیش کیا ہے۔ مگر اس انتخاب میں کوئی خاص بات نہیں۔ البتہ ڈاکٹر صاحب کا تحقیقی مقالہ "فارسی شاعری انقلاب کے بعد" (انگریزی) یقیناً عمدہ کتاب ہے جس کا اردو اختصار بھی شائع ہو چکا ہے۔ ڈاکٹر اسحٰق کی کتاب "فارسی کی چار شاعرات" بھی قابلِ ذکر ہے۔

ڈاکٹر اقبال حسین (سابق صدر شعبۂ فارسی۔ پٹنہ یونیورسٹی) بہت شفیق استاد ہیں۔ انہوں نے اپنا تحقیقی مقالہ "ہندوستان کے قدیم فارسی شعراء" پر لکھا ہے جسے ۱۹۳۷ء میں پٹنہ یونیورسٹی نے شائع کیا تھا۔ ڈاکٹر اقبال نے "تحفۂ سامی" بھی ایڈٹ کیا ہے۔ پٹنہ یونیورسٹی میں فارسی کے موجودہ صدر پروفیسر سید حسن ہر لحاظ سے قابلِ احترام شخص ہیں۔ انہوں نے حال میں مظفر بلخی اور صلاح ہروی کے دیوان ترتیب کئے، موصوف فارسی ادب کی تاریخ پر گہری نظر رکھتے ہیں، یہ انہیں کی کوششوں اور شفقتوں کا نتیجہ ہے کہ آج پٹنہ یونیورسٹی میں فارسی کے طلبہ کی تعداد خاصی اہم ہے۔

پٹنہ ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کے ڈائرکٹر سید عطاء الرحمٰن کاکوی نے فارسی کے چند نایاب تذکرے

مثلاً سفینۂ خوشگو اور سفینۂ ہندی مرتب کر کے ایک بہت بڑی کمی پوری کی ہے لیکن ان تذکروں میں صحیح متن کو متعین کرنے کی کوشش نہیں کی گئی ہے بلکہ بانکی پور کے مخطوطات کو محض چھاپ دیا گیا ہے۔

ڈاکٹر امیر حسن عابدی (دہلی یونیورسٹی) جدید فارسی لکھنے کی عمدہ صلاحیت رکھتے ہیں۔ انہوں نے جدید فارسی شعرا مثلاً نیما یوشیج اور شہریار وغیرہ پر اچھے مضامین لکھے ہیں اور اس طرح جدید فارسی شاعری کو اردو خواں طبقے سے متعارف کرانے کی کامیاب کوشش کی ہے۔ ڈاکٹر عابدی کا خاص موضوع "ہندوستان کا فارسی ادب" ہے۔ اس سلسلہ میں وہ اپنی زیر نگرانی ہندوستان کے فارسی ادب کی مبسوط تاریخ مرتب کرا رہے ہیں، خود ڈاکٹر صاحب جہانگیر اور شاہجہاں کے عہد کی تاریخ پر کام کر رہے ہیں، اور اس دور کے اہم شعرا پر کام کر چکے ہیں۔ ڈاکٹر عابدی نے اپنا تحقیقی مقالہ "ابوطالب کلیم" پر لکھا ہے۔ اس کے علاوہ انہوں نے کالیداس کے ڈرامے وکرم اروشی کا فارسی ترجمہ کیا ہے جو انڈین کونسل فار کلچرل ریلیشن، وزارت تعلیم نے شائع کیا ہے۔ عہد شاہجہاں کے شاعر بنوالی داس ولی کی گلزار حال اور محسن فانی کشمیری کی مثنویات بھی ڈاکٹر صاحب نے مرتب کی ہیں۔ اب ان کی مرتب کردہ یوگ وششٹ دارا شکوہ علی گڑھ سے شائع ہو رہی ہے۔

حافظ پر اردو میں جو کچھ لکھا گیا ہے، اس میں سجاد ظہیر کی تصنیف "ذکر حافظ" اس لحاظ سے اہم ہے کہ انہوں نے حافظ پر ایک نئے انداز سے روشنی ڈالی ہے۔ حافظ کے کلام میں جو ابدی اور آفاقی قدریں ہیں، سجاد ظہیر نے ان کا عمدہ تجزیہ کیا ہے۔ ان کے دل نشین انداز بیان نے کتاب کو اور دلچسپ بنا دیا ہے۔

ڈاکٹر غلام دستگیر رشید (سابق صدر شعبۂ فارسی عثمانیہ یونیورسٹی) نیک اور خلیق انسان ہیں۔ انہوں نے فارسی کی نعتیہ شاعری پر اپنا تحقیقی مقالہ لکھا ہے جو ابھی تک شائع نہیں ہو سکا۔ رشید صاحب کے مضامین وقتاً فوقتاً رسالوں میں شائع ہوتے رہتے ہیں۔ وہ انجمن مخطوطات فارسی کے سکریٹری بھی ہیں جس نے فارسی کی تین اہم کتابیں برہان مآثر، چچ نامہ اور ریاض الانشار شائع کی ہیں۔

ہندوستان کے دو مؤرخوں نے فارسی تحقیقات کے سلسلہ میں جو کام کئے ہیں انہیں کسی

حال میں نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ میری مراد پروفیسر سید حسن عسکری (پٹنہ) اور پروفیسر خلیق احمد نظامی (علی گڑھ) سے ہے۔ اتفاق سے دونوں کا خاص رجحان تصوف کی طرف ہے اور دونوں نے فارسی کے اہم مخطوطات کو منظر عام پر لانے کی مفید اور قابل قدر کوششیں کی ہیں۔

مولانا نجیب اشرف ندوی (ایڈیٹر، نوائے ادب بمبئی) نے دارالمصنفین (اعظم گڑھ) میں اورنگ زیب کے خطوط کی ترتیب کا اہم کام شروع کیا تھا۔ مگر وہ صرف پہلی جلد مرتب کر سکے جس میں وہ خطوط شامل ہیں جو اورنگ زیب نے تخت نشینی سے پہلے شاہی خاندان کے افراد کو لکھے تھے۔ افسوس یہ کہ ندوی صاحب یہ کام پورا نہ کر سکے ورنہ ہندوستان کی تاریخ اور فارسی ادب کا ایک بیش بہا خزانہ لوگوں کے سامنے آ جاتا۔ ندوی صاحب نے بطور مقدمہ اورنگ زیب کے عہد شاہزادگی کی ایک مبسوط تاریخ بھی مرتب کی جو اردو میں ایک گراں قدر اضافہ ہے۔

دارالمصنفین (اعظم گڑھ) میں علامہ شبلی نے فارسی تحقیق و تنقید کی جو روایت قائم کی تھی اسے ان کے جانشین بڑی وضعداری کے ساتھ زندہ رکھے ہوئے ہیں۔ علامہ سید سلیمان ندوی خاص طور پر عربی اور اسلامیات کے فاضل تھے مگر انہوں نے فارسی ادب سے متعلق جو خدمات انجام دی ہیں، وہ ہر لحاظ سے قابل قدر ہیں۔ ان کی تصنیف "خیام" غالباً خیام پر لکھی گئی تمام کتابوں سے بہتر ہے۔ سید صباح الدین عبدالرحمن اور عبدالسلام ندوی کی فارسی خدمات بھی وقیع اور بلند مرتبہ ہیں۔ سید صباح الدین نے بزم مملوکیہ اور بزم تیموریہ مرتب کر کے ہندوستان کے فارسی ادب کا عمدہ خاکہ پیش کیا ہے۔ اگرچہ کتاب کا موضوع وسیع ہونے کی وجہ سے تمام پہلوؤں کا احاطہ نہیں ہو سکا۔

متذکرہ بالا دانشوروں کے علاوہ جدید ہندوستان میں اور بہت سے ایسے حضرات ہیں جو فارسی ادب پر کچھ نہ کچھ لکھتے ہیں۔ ان سب کا احاطہ یہاں ممکن نہیں۔ البتہ جدید ہندوستان کے فارسی دانشوروں کا یہ تذکرہ نامکمل ہوگا۔ اگر ڈاکٹر عبدالستار صدیقی کا ذکر نہ کیا جائے موصوف نے اگرچہ چند مضامین ہی سپرد قلم فرمائے ہیں مگر انہوں نے فارسی محققین کو اپنی علمی بصیرت سے جو

بنی بہم پہنچائی ہے وہ بذات خود فارسی تحقیق میں سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے۔ جناب شبیر احمد
بری نے خالص فارسی ادب کے بجائے ایران اور عرب کے علوم عقلی پر زیادہ تحقیق کی ہے
اور اس طرح فارسی ادبیات کے اس پہلو کو اجاگر کیا ہے جو آج ایران میں بھی تغافل کا شکار
ہے۔

اس مختصر سے تذکرہ سے یہ معلوم ہوگا کہ جدید ہندوستان میں فارسی ادب پر جو کام ہو رہا
ہے وہ معیار اور مقدار دونوں لحاظ سے اہم اور قابل قدر ہے۔

دل کی دھڑکنوں کے سرگرم پر روح کی سرگوشیوں کا جواب

"ذوقِ جمال"

منفرد شاعر عنوان چشتی کا مجموعۂ کلام

کتابت و طباعت عمدہ، کاغذ بہترین مجلد رنگین ڈسٹ کور

قیمت تین روپے

مکتبہ برہان اردو بازار جامع مسجد دہلی ۶

بیان ملکیت و تفصیلات متعلقہ برہان دہلی
جو ہر سال ختم فروری کے بعد پہلی اشاعت میں چھپے گا
فارم چہارم (دیکھو قاعدہ ۸)

۱۔ مقام اشاعت :- اردو بازار جامع مسجد دہلی
۲۔ وقفۂ اشاعت :- ماہانہ
۳۔ طابع کا نام :- حکیم مولوی محمد ظفر احمد خاں
قومیت :- ہندوستانی
سکونت :- اردو بازار جامع مسجد دہلی
۴۔ ناشر کا نام :- حکیم مولوی محمد ظفر احمد خاں

۵۔ اڈیٹر کا نام :- مولانا سعید احمد اکبرآبادی ایم اے
قومیت :- ہندوستانی
سکونت :- علی منزل ذکی روڈ علی گڑھ
۶۔ مالک :- ندوۃ المصنفین اردو بازار
جامع مسجد دہلی ۶

میں محمد ظفر احمد خاں ذریعہ ہذا اقرار کرتا ہوں کہ مندرجہ بالا تفصیلات میرے علم و اطلاع کے مطابق
صحیح ہیں۔ مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۶۷ء
دستخط ناشر محمد ظفر احمد